اداریہ

سیرت النبی ﷺ اور مسلمان معاشروں کے مسائل

تمام اسلامی معاشروں کی بنیاد دو چیزوں پر استوار ہے اگر یہ دو چیزیں ان سے نکال دی جائیں تو کوئی بھی معاشرہ، اسلامی نہیں کہلا سکتا۔ وہ دو چیزیں قرآن کریم اور رسول کریم ﷺ کی سیرت طیبہ ہے۔ جس طرح قرآن کریم ایک مسلمان کی زندگی کے لئے ضابطہ حیات ہے اسی طرح رسول کریم ﷺ کی حیات مبارکہ اور سیرت طیبہ بھی عملی نمونہ ہے۔ چونکہ قرآن کریم نے خود آنحضرت ﷺ کی ذات مبارک کو ہر کلمہ گو کے لئے اُسوۂ حسنہ قرار دیا ہے:

" لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَة "

اس آیہ مجیدہ کے مطابق ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ آپ ﷺ کی ذات گرامی کو اپنی جلوت وخلوت کے لئے نمونہ عمل بنائے اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو اُسے کامل اور حقیقی مسلمان ومومن کہلانے کا حق نہیں ہے۔ پھر خود رسول کریم ﷺ نے بھی قرآن کریم اور اپنی عترت واہلبیت ؑ سے تمسک کو ہر مسلمان پر فرض قرار دیا ہے آپ کی اہل بیت ؑ آپ کے بعد ہدایت کے مینار اور شریعت محمدیؐ کے مجری اور بیان کرنے والے ہیں، اور ان دونوں سے تمسک مسلمانوں کی دنیوی واُخروی سعادت مندی کا ضامن ہے۔

جب اُمت کے ہر فرد پر قرآن کریم سے تمسک کرنا اور سیرت رسول کریم ﷺ کو اُسوۂ حسنہ بنانا واجب ہے تو پھر اسلامی معاشروں کے لئے کس طرح جائز ہے کہ وہ قرآن کریم اور رسول عظیم ﷺ کی تعلیمات اور سیرت کو نظر انداز کر کے مسلمان اور اسلامی معاشرہ کہلا سکتے ہیں۔ اس وقت کے نام نہاد اسلامی اور مسلمان معاشروں کی تمام بنیادی مشکلات کا سب سے بڑا سبب یہی ہے کہ یہ معاشرے نہ تو قرآن کریم سے متمسک ہیں اور نہ سیرت رسول عظیم ﷺ کے پیرو ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے بڑی ذمہ داری قرآنی تعلیمات اور سیرت رسولؐ کی ترویج کرنے والے علمائے دین اور دینی مراکز کی ہے کہ وہ اپنے اس دعویٰ اطاعت کی پاسداری کرتے ہوئے اپنے آپ کو سیرت رسول ﷺ کا حقیقی داعی ثابت کریں۔ اور اس سلسلے میں خود سیرت رسول ﷺ سے ہی سبق حاصل کرتے ہوئے اپنے قول وفعل میں مطابقت پیدا کریں کہ جس کے بغیر سیرت رسولؐ کا دعویٰ کوئی معنیٰ نہیں رکھتا: منقول ہے کہ ایک عورت اپنا بچہ لیکر حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی آقا ومولا میرے اس بچے کو نصیحت کیجئے کہ زیادہ شکر نہ کھایا کرے تا کہ اس کے دانت خراب نہ ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: اسے کل میرے پاس لیکر آنا۔ جب وہ عورت

دوسرے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپؐ نے اپنے مخصوص انداز میں بچے کو شکر سے پرہیز کرنے کی نصیحت فرمائی تو اس وقت اس عورت نے عرض کی۔ آقاؐ! آپؐ یہی نصیحت کل بھی تو فرما سکتے تھے، اس وقفے کا کیا سبب تھا تو ہادی دوعالم ﷺ نے فرمایا: کیونکہ کل میں نے خود شکر کھائی ہوئی تھی، میں اس بچے کو نصیحت کرتا تو اس پر اسکا کیسے اثر ہوتا۔

یہ سیرت رسول اللہ ﷺ کا وہ عظیم پہلو ہے کہ ہماری اُمت کے علماء فقط اسی ایک پہلو پر ہی عمل کرنا شروع کردیں تو اسلامی معاشروں میں انقلاب برپا ہوجائے۔ ہماری مشکلات اور مسائل کا سب سے بڑا سبب ہمارا سیرت رسول ﷺ کے عملی پہلوؤں سے پہلوتہی کرنا ہے۔ خصوصاً اسلامی معاشروں پر علمائے دین کی ڈھیلی گرفت کی بڑی وجہ یہی ہے کہ ہمارے بعض دینی مراکز اور اُن کے منتظم علمائے دین اپنے معاشروں کو ہر اُس چیز کا حکم دیتے ہیں جو وہ خود انجام نہیں دیتے اور ہر اُس چیز سے منع کرتے ہیں جس پر وہ خود عمل کرتے ورنہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسا قرآنی اور نبوی حکم کس طرح بے اثر ہوسکتا ہے کہ جس کے موثر ہونے کی خود قرآن اور تعلیمات نبویؐ نے ضمانت دی ہے۔

ہر اچھے کام کی عملی ترویج اور ہر برائی کی عملی رکاوٹ؛ سیرت نبویؐ کا وہ عظیم اُصول ہے کہ جس نے معاشروں کی کایا پلٹ دی ہے۔ خود عرب معاشرے میں کس طرح انقلاب آیا، اس کی سب سے بڑی وجہ رسول اللہ ﷺ کی یہی سیرت تھی کہ جو آپؐ نے اس بچے کے بارے میں اپنائی تھی۔ یہی سیرت اگر آج کے مسلمان معاشروں کے دینی رہنماؤں کی زندگیوں کا نصب العین بن جائے تو کسی بھی اسلامی معاشرے میں نہ تو کوئی اجتماعی مشکل باقی رہے نہ سیاسی اور معاشی مشکل، تفرقہ ہو، نہ طاغوت کی اطاعت ہو اور نہ عالمی شیطانی طاقتوں کے کارندے اسلامی معاشروں پر مسلط ہوکر دشمنان خدا کے قوانین کا اجرا کرسکیں۔

جن علمائے دین نے رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے اس پہلو کو اپنی زندگی میں اپنایا ہے تو اُنہوں نے اپنے اپنے معاشروں کی تقدیر بدل کر رکھ دی ہے جس کی سب سے بڑی مثال ہمارے معاصر دینی و سیاسی رہنما حضرت امام خمینیؒ کی ہے کہ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے حقیقی پیروکار بن کر اپنی قوم کو ہر وہ حکم دیا ہے جس پر پہلے خود عمل کیا ہے اور پھر دنیا نے دیکھا ہے کہ جس معاشرے کی خمینیؒ جیسا پیرورسولؐ قیادت کررہا تھا وہ گزشتہ ۳۲ سال سے عالمی کفروشرک کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنا ہوا ہے۔ ہمارے معاشروں خصوصاً پاکستان کے معاشرے کی تمام مشکلات کا حل یہی ہے جہاں ہمارے عوام کو سیرت نبویؐ کے اس پہلو پر توجہ دینی چاہیے وہاں ہمارے خواص اور علمائے دین کو بھی سیرت رسول اللہ ﷺ پر عمل کرتے ہوئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے الٰہی فریضے کو عملی طور پر انجام دینا چاہیے۔ آج سیرت نبویؐ کا سب سے بڑا تقاضا یہی ہے کہ ہم سیرت نبویؐ کو قول کے بجائے عمل کے میدان میں اپنائیں تاکہ ہماری اجتماعی، سیاسی، ثقافتی اور دوسری تمام مشکلات اور مسائل حل ہوسکیں۔

☆☆☆☆☆